بحر معرفت

مصنف

حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحبؒ

ناشر

حضرت مولانا شاہ محمد کمال الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم

انتساب

احقر اپنی اس پیش کش کو
اپنے مرشد عارف باللہ
حضرت مولانا محمد حسین صاحب ناظم عدالت ونپرتی علیہ الرحمۃ
کے اسمِ گرامی سے
معنون کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔
جن کی صحبتِ بابرکت نے اس نعمتِ عظمیٰ سے
سرفراز کیا ہے۔

غلام محمد

پیش لفظ

حامداً ومصلیاً ومسلماً

قارئین کرام! "دریا بکوزہ" کی مثال آپ نے سنی ہوگی۔ اگر آپ نے صرف سنا ہے اور اس کا کوئی مصداق آپ کی نظر سے نہ گزرا ہو تو یہ کتابچہ ملاحظہ فرمائیے۔ اندازہ ہو جائے گا کہ ہماری یہ بات کس قدر صداقت پر مبنی ہے۔ اسلام ایمان، احسان کا کوئی بنیادی مسئلہ ایسا نہیں ہے جس کو اس میں نہ ذکر کیا گیا ہو آثار و افعال اور صفات و وجود کی تحقیق، تفصیلی حقائق شرک و توحید، سلوک اور غایتِ سلوک اور قلب، روح، سر، خفی، اخفی (لطائفِ خمسہ) کی تشریح، احدیت، وحدت، واحدیت، روح، مثال، جسم (تنزلاتِ ستّہ) کا واضح مفہوم، اعتباراتِ علم حق و باطل، صفاتِ وجودیہ و عدمیہ، اور مقاماتِ ولایتِ عامہ و خاصہ کی توضیح، عالمِ ناسوت، ملکوت، جبروت و لاہوت کے مطالب، حقائقِ عبد و رب، آفاقی و انفسی مراتب کی تفصیل، صالحیت و شہادت، صدّیقیت و نبوت کے انوار، علم حق و باطل کے تفصیلی عنوانات کی تعریفات، نفس و قلب کی اقسام، عینیت، غیرت، قرب و

معیت، تنزیہہ و تشبیہ اور اس طرح کے دیگر علمی تفصیلات کا بحرِ بیکراں مجملاً دریا بکوزہ کے مصداق اس کتاب میں بند ہے ؎

حیرت یہ سب کچھ کب اور کیسے
کہہ دیجئے گا فیض غلامی

یہ مضامین بلا عنوان بہت سادہ اسباق کی صورت میں قلمبند کیے گئے ہیں مگر اتنا یاد رہے کہ ان تمام مضامین کا اصل عنوان کلمہ طیبہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے۔ ممکن ہے کسی بھائی کو یہ خیال ستائے کہ ان اسباق کے عنوانات خصوصی ترتیب سے ہوتے اور مضامین مزید مبسوط ہوتے تو بہتر ہوتا۔ یقیناً ایسا ہوتا تو بہتر ہوتا مگر احقر کو اعتراف ہے کہ ایسا نہ کر سکا، صرف ایک ہی چیز پر احقر کی نظر و فکر مرکوز رہی۔ وہ یہ کہ حضرت والد ماجد شاہ صوفی غلام محمد صاحب دامت برکاتہم کا یہ علمی شاہکار متن کی صورت میں سہی اجمالی شکل ہی میں سہی، جوں کی توں زیورِ طبع سے آراستہ ہو جائے تاکہ اس کا تحفظ قلمی بیاضات سے بڑھ کر طباعت کی وسعتوں میں آجائے۔ اور اصل چیز کا تحفظ وسیع شکل اختیار کر لے۔ اور خدا کی ذات سے اُمید ہے کہ اپنے وقت پر اس اجمال کی تفصیل تحریراً عوام و خواص کے سامنے آئے گی۔ اور پھر احقر کا یقین تو یہ کہتا کہ ہماری تفصیلات سے کہیں زیادہ یہ اجمال ہی نافعِ خاص و عام بن سکے گا۔ نہ معلوم یہ کتاب کتنے نفوس کے تزکیہ کا سبب بنے۔ اور کتنے قلوب کے

تصفیہ کا باعث بنے۔ اور کتنے ارواح کے تجلیہ کا محرک ثابت ہو اور کتنی ذوات پُرنور بن جائیں۔

آیئے صاف دل، خالی الذہن اور یکسو ہو کر اس کتاب کو پڑھئے اور ایک ایک جملہ کو خوب اچھی طرح سمجھئے۔ اگر طلب سچی ہے تو پھر یقین ہے کہ آپ کی زندگی انقلابی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے نفع کو عام و تام فرمائے۔

محمد کمال الرحمٰن قاسمی غفرلہٗ

۹؍ اپریل ۱۹۸۱ء

سبق ①

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

انسان کثیر الحاجت ہے اور رفعِ احتیاج کے لئے استعانت واستمداد اس کا فطری جذبہ ہے۔ حق تو غائب ہے اور جو کچھ شہود ہے سو خلق ہے۔ خلق ہی سے اس نے اپنی حاجات و مرادات میں استعانت و استمداد شروع کیا۔ استعانت کے لئے ضروری تھا کہ جس سے استعانت کی جاتی ہے اس کے سامنے ذل و افتقار کا اظہار کیا جائے تاکہ وہ راضی اور خوش ہو کر دنیوی اور اخروی حاجتوں کو پورا کرسکے۔ اس وجہ سے انسان اپنے ذاتی علم کی راہ سے جو علم باطل ہے ہر موثّر ہستی کی عبادت کرنا شروع کیا۔ پس جس کی عبادت کی جائے اور جس سے استعانت چاہی جائے وہ بزبانِ علم حق الٰہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ کفّار و مشرکین نے ملائکہ، انبیاء، اولیاء اور احبّار اور جمادات و نباتات و حیوانات کو الٰہ بنالیا۔ غرض مادیات و مجردات سب کچھ الٰہ ہو گئے۔ جب غیر اللہ الٰہ ہو جائے تو حق تعالیٰ کے ساتھ شرک واقع ہوگا، اس لئے کہ معبودیت، عبادت، ربوبیت و استعانت خاص اللہ تعالیٰ کا حق بلا شرکتِ احدے ہے۔ جب ان کی نسبت غیر اللہ سے کی جائے تو

قطعاً شرک واقع ہوگا ۔ شرک ایسا سنگین جرم ہے کہ بروئے قرآن کریم مشرک کی مغفرت نہیں ہے، وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا ۔ اس کے سارے اعمالِ نیک حبط اور ضائع ہو جائیں گے ۔ اور اس پر ابداً جنت حرام ہے ۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قطعاً نجس ہے ۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحمت سے وقتاً فوقتاً بذریعہ انبیاء علیہم السلام لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کا پیغام بھیجا کئے ۔ بالآخر اپنا آخری پیغام بذریعہ سیّدالانبیاء، خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم بہ الفاظ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ بھیجا ۔ یہ الفاظ اللہ تعالیٰ کے ہیں ۔ اس میں خالص اللہ تعالیٰ ہی کا علم ہے جو ہمارے دل میں بالقوہ ہے اور مدت العمر ہر قسم کی جانکاہ تکالیف کو برداشت کرتے ہوئے اس پیغام کی تبلیغ فرماتے رہے ۔ پس جس نے اس پیام کے ماننے سے انکار کر دیا وہ کافر ہوا ۔ جو اس پیام کو زبانی مان لیا یعنی اقرار زبانی کر لیا لیکن دل سے انکار کیا اور اس کی صحت میں تردد رکھا وہ منافق ہو گیا ۔ اور جو تصدیق کے بعد اس پیام کا انکار کیا وہ مرتد ہو گیا ۔ پس کافر و مشرک، منافق و مرتد کا بحسب صراحت صدر ایک ہی حکم ہے یعنی ہمیشہ ان کے لئے جہنم ہے، نجات نہیں ہے اور جس نے اس پیام کو مان لیا اور زبان سے اقرار کیا اور دل سے اس کے معنی کی صحت کی تصدیق کر لیا وہ مومن ہے ۔ مومن کے لئے مشرک کے برخلاف

جزا ہے۔ یعنی ہمیشہ کے لئے جہنم اس پر حرام ہے، جنّت اس کا ٹھکانہ ہوگا
اس کے نیک اعمال قبول ہوں گے۔ اس کے گناہوں کی مغفرت ہوگی اور
وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک طیّب وطاہر ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ
رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے معنی یہ ہیں :۔ نہیں کوئی الٰہ مگر اللہ (یعنی معبودیت
وعبادت کے لائق اور الوہیت واستعانت کے قابل موجوداتِ عالم
میں سے کوئی نہیں ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے) اللہ تعالیٰ ہی الٰہ ہے،
غیر اللہ الٰہ نہیں ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں) پس
اس اقرار و تصدیق سے بذریعہ لَا اِلٰہَ قلبِ مومن سے شرک فی الالوہیت
اور ربوبیت وعبادت واستعانت کا خروج ہوا اور بواسطہ اِلَّا اللّٰہُ
توحید فی الالوہیت و ربوبیت وعبادت واستعانت حاصل ہوئی۔
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کو بحسب صراحت صدر جان کر
مان لینے کا نام ایمان ہے۔ ایمان کی سات صفات ہیں۔ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ
وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ
مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ایمان لایا میں
اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور کتابوں پر اور رسولوں پر اور آخرت پر
اور اس بات پر کہ خیر و شر کی تخلیق و تقدیر اللہ ہی کی طرف سے ہے اور
مر کے اُٹھنے پر۔ آخرت کی تصدیق میں سوال منکر و نکیر فی القبر اور ثواب

وعذابِ قبر، قیامت، حساب وکتاب، میزان وپل صراط وشفاعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیدارِ حق سبحانہٗ تعالیٰ اور دوزخ وجنّت کی تصدیق بھی شامل ہے۔

امورِ مذکورہ کو بصراحت وبہ تفصیل بحسب تصریحات کتبِ عقاید جان کر مان لینے سے ایمان اپنے صفات کے ساتھ پورا ہوگیا۔ ان صفاتِ ایمانیہ کے کسی ایک سے بھی انکار کرنا کفر ہے۔ یا الفاظ کو قبول کرکے ان کی حقیقت کو تاویلاً بدلنا گویا اہلِ سنّت سے خارج ہوکر اہلِ بدعت کے بہتّر فرقوں میں سے کسی ایک فرقہ میں داخل ہونا ہے (نعوذ باللہ منہا)۔ اس تصدیقِ ایمان کے بعد فرائض پر عمل کرنا چاہیّے (نماز، روزہ زکوٰۃ، حج)۔ پس ایمانی جہت کو عقاید کہتے ہیں اور اوامر کی اتباع اور نواہی سے اجتناب کو عمل کہتے ہیں۔ پس جو ایمان کے بعد عمل کا پابند ہوا وہ صالحین میں شامل ہوا جن کے لئے بوہلۂ اولیٰ نجات ہے، اور بڑے بڑے درجات کے لئے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ ایمان تو رکھا مگر عمل نہ کیا تو وہ فاسقین میں شامل ہوگا جن کے لئے بوہلۂ اولیٰ نجات پانا مشتبہ ہے۔ ممکن ہے کہ باعتبار شفاعت ورحمۃ الٰہیہ موقفِ حشر میں کافی وقفہ کے کے بعد جو مختلف صعوبات وآلام پر مبنی ہے نجات ہو۔ یا بعد دخولِ جہنّم نجات ہو۔ مگر صالحین کے لئے جو اعلیٰ درجات ہیں ان سے محرومی ہوگی۔

مگر ادنیٰ جنتی کا رقبہ جو جنت کی ہر قسم کی نعمتوں سے لبریز رہے گا اس عالم سے دس حصہ زیادہ ہوگا۔ اور جو کوئی شخص عقاید و عملیات میں اپنے علم کو شامل کرے یعنی اللہ تعالیٰ کے علم میں اپنے علم کو شامل کرے اُس کو اختراع فی الدّین کہتے ہیں۔ یعنی وہ بدعتی ہوگا۔ بدعتی کا جہنّم میں داخل ہونا نصوص کی بنا پر ضروری ہے۔ لیکن ذرّہ برابر بھی اگر ایمان ہے تو پھر جہنم سے خروج ہوگا اور جنت میں داخل ہوگا۔

مقام صالحیت کے حاصل ہونے کے بعد اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ باعتبار ربوبیّت و استعانت ربط و تعلق پیدا کرلیا تو مقام شہادت اس کو حاصل ہوگا۔ اور اگر بذریعہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ، اللہ تعالیٰ کو پالیا تو صدّیقین و مقربین میں جا ولیا، اللہ ہی داخل ہوگا۔ پس رسالتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق سے بذریعہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ اللہ تعالیٰ کا علم مل گیا۔ اور جب بذریعہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عرفان حاصل ہوجائے گا تو لازم و ملزوم کی طرح اللہ تعالیٰ مل جائیں گے۔ یہی ولایت ہے۔

نکتہ

جس طرح اللہ تعالیٰ کا علم اللہ ہی کے ذریعہ ملا ہے اسی طرح اللہ کی ذات اللہ کے علم سے ملے گی۔

سبق ②

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اعتبارات علم حق یعنی اسم ہادی حسب ذیل ہیں :

(۱) توحید (۲) ایمان (۳) صدق (۴) ثبات یا استقامت (۵) سنّت (۶) حسنہ (۷) یاد حق (۸) یافت وشہود حق (۹) استغراق فی الحق (۱۰) یافت وشہود خلق وحق ۔

اعتبارات علم باطل یعنی اسم مُضِل حسب ذیل ہیں :

(۱) شرک (۲) کفر (۳) نفاق (۴) ارتداد (۵) بدعت (۶) فسق (۷) غفلت (۸) یافت وشہود خلق (۹) استغراق فی الخلق (۱۰) نفی حق ۔

مراتب انفسیہ حسب ذیل ہیں :

(۱) نفس (جسم) (۲) دل (۳) روح (۴) سر (۵) نور (۶) ذات

نفس : (۱) امّارہ (۲) لوّامہ (۳) ملہمہ (۴) مطمئنّہ ۔
قلب : (۱) منیب (۲) سلیم (۳) شہید ۔
(۱) تزکیہ نفس (۲) تصفیہ قلب (۳) تجلیہ رُوح (۴) تخلیہ سر ۔

سبق ④

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

لَآ اِلٰهَ سے نفی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کے اعتباراتِ منسوبہ خلق کی اور اِلَّا اللّٰه سے اللہ تعالیٰ کے اعتبارات اللہ تعالیٰ کے لئے خاص کر دیئے جاتے ہیں۔ یعنی معبودیت و ربوبیت (افعال) صفات اور وجود سوائے اللہ تعالےٰ کے دوسرے کو نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

بعد سقوطِ اعتباراتِ الٰہی جل شانہٗ ہماری ذات اللہ تعالیٰ کے علم میں لطور معلوم ثابت ہے جو غیر ذاتِ حق ہے کہ خارجاً ہم مخلوق ہیں، اور اللہ خالق ہے۔ خالق اپنی مخلوق کو جانتا ہے اس لئے مخلوق کی ذاتیں خالق کی معلومات ہیں۔ پس ہماری ذات کا نمود خارجی محض اس لحاظ سے ہوا کہ اللہ تعالیٰ صفتِ نور سے بغیر تغیر و تبدل کے خود ظاہر ہوا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کا نور معلوم سے متعلق ہو کر روح کہلایا۔ اللہ تعالیٰ کا علم

معلوم سے متعلق ہو کر دل کہلایا، اللہ تعالیٰ کا وجود ظاہر ہوا اور معلوم سے متعلق ہو کر تن کہلایا۔ اللہ تعالیٰ کا اَنا معلوم سے متعلق ہو کر نفس کہلایا۔ اور اللہ تعالیٰ ہم (معلوم) سے قریب اور ہم سے اقرب اور ہم پر محیط، اور ہمارے ساتھ ہو گئے اور ان کی ظاہریت و باطنیت ہم سے وابستہ ہو گئی الحمدللہ۔

پس ہم کو اپنی ذات کا عرفان حاصل ہوا کہ ہم معلوم حق غیر ذات حق ہیں کہ ہم کو صورت و شکل و تعیّن و مقدار و حد وغیرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے پاک ہیں۔ ہماری ذات میں عدم ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات میں وجود ہے۔ ہم کو وجود ذاتی نہیں اور اللہ کو عدم نہیں۔ ہم میں صفاتِ عدمیہ ہیں، اللہ تعالیٰ میں صفات کمالیہ وجودیہ ہیں ہم کو صفاتِ وجودیہ نہیں جیسے اللہ کو صفاتِ عدمیہ نہیں۔ ہم میں قابلیات فعلیہ مخلوقیہ ہیں۔ اور اللہ میں فعل ہے اور ہم میں تخلیقِ فعل نہیں۔ ہماری قابلیات فعلیہ اللہ میں نہیں جیسے کھانا پینا وغیرہ۔ قابلیاتِ فعلیہ کو اقتضآت، صلاحیات استعداوات، تشاکلات اور لوازم ذات و ذاتیات بھی کہتے ہیں۔ ہم عبد ہیں اور اللہ معبود ہے، ہم مربوب ہیں اللہ رب ہے۔ ہم محکوم ہیں اللہ حاکم ہے۔ ہم مملوک ہیں اللہ مالک ہے۔ اس مجموعہ کے ساتھ ہم مالوہ ہیں اللہ الٰہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے ہماری چیزیں نہیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کی

چیزیں ہمارے لئے اصالتاً نہیں ہیں۔ اگر ہم اپنی چیزیں اللہ میں ثابت کریں تو کفر ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی چیزیں اپنے لئے ثابت کریں تو شرک ہو جاتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی چیزیں اللہ تعالیٰ کے لئے اور اپنی چیزیں اپنے لئے ثابت کریں تو توحید ہو جاتی ہے۔ باوجودیکہ خارج میں اللہ تعالیٰ کی چیزیں ہمارے ساتھ ثابت ہیں جیسے وجود وصفات وغیرہ۔ فرق اتنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے کامل ہیں اور ہمارے لئے ناقص۔ اللہ تعالیٰ کی چیزوں کی نسبت ہمارے ساتھ عاریتاً و امانتاً ہے اور یہ نسبت اضافی و امانی سمجھی جاتی ہے۔ یہی عبدیت ہے۔ پس ہم کو اپنی ذات کے عرفان سے حق تعالیٰ کا عرفان تنزیہاً و تشبیہاً حاصل ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہماری ذات کے اعتبار سے منزہ ہونے کے باوجود پھر ہماری ذات کے اعتبارات سے ظاہر ہوئے وہ تنزیہہ ہے اور یہ تشبیہہ ہے۔ اس تنزیہہ کے باوجود تشبیہ پر ایمان رکھنا ایمان کامل ہے۔ جس سے حق تعالیٰ کا ہم کو قرب حاصل ہوا، اور قرب بذریعہ آثار النفس میں حق تعالیٰ کی یافت ہے اور بذریعہ صورت شئی آفاق میں تشبیہاً حق تعالیٰ کا شہود ہے۔

نوٹ:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک سے بھی اللہ تعالیٰ کے اعتبارات کٹ کر اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہو جاتے ہیں۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات جیسے خارج میں سب سے اعلیٰ ہے ایسے ہی معلومات میں

آپ کی ذات سب سے اعلیٰ ہے۔ اس لئے ذات مبارک کی ماہیت کو معلوم اول اور معلوم اعظم بھی کہتے ہیں لہذا آپ کی ذات میں اللہ تعالیٰ کا ظہور کامل واکمل ہے، دوسرے کے لئے کامل نہیں کہ دوسروں کی ذاتوں کے آئینے اور معلومات ناقص ہیں اور آپ کی ذات کا آئینہ کامل ہے اور جیسا آئینہ ہے ویسا ہی ظہور ہے۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اللہ تعالیٰ کا اُنا اوروں کے مقابلہ میں کامل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا علم کامل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نور کامل ہے، اللہ تعالیٰ کا وجود کامل ہے، اللہ تعالیٰ کا شہود کامل ہے۔ اسی واسطے یہ ذات مبارک ہم میں اور اللہ تعالیٰ میں برزخ اور وسیلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اعتبارات مذکورہ ذات محمدیہ صلعم کے حقائق سمجھے جاتے ہیں۔ پس جس طرح رسالت محمدیہ صلعم کے عرفان و تصدیق سے ہم کو اللہ تعالیٰ کا علم مندرجہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور کتاب و سنّت حاصل ہوا، اسی طرح ذاتِ محمدیہ صلعم کے عرفان اور تصدیق سے اللہ تعالیٰ کی ذات مل گئی۔

نوٹ :۔ اللہ تعالیٰ کی معبودیت وعبادت اور ربوبیتِ مطلقہ کی تصدیق سے مقامِ صالحیت ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی معبودیت وعبادت اور ربوبیت مطلقہ اور عقیدہ کے علم اور عمل سے مقام شہادت ملتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی معبودیت وعبادت، ربوبیت واستعانت اور صفات

اور ان کی ملحوظیت اور وجود کے یافت وشہود سے مقام قرب فرائض ملتا ہے۔ قرب نوافل وقرب فرائض سے مقام صدیقیت حاصل ہوتا ہے۔ مقام صدیقیت حاصل ہو کر اللہ تعالیٰ کا عبد حقیقی ہو جاتا ہے اور ولی کہلاتا ہے۔ اور ولی کو اللہ تعالیٰ کا ادراک وشہود ابداً نقدِ دم رہتا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

ربوبیت کے تحت باعتبار استعانت حق الرب حسب ذیل ہیں:

توبہ، ذکر، دعا، توکّل، صبر وشکر، زہد، خوف ورجاء، رضا بالقضاء۔

سبق (۴)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی تصدیق سے مجھے کیا حاصل ہوا؟ اور میں کیا ہوں؟ اور کیا ہو سکتا ہوں؟ ایک واقف کار انسان کہتا ہے کہ میرے دل سے غیر اللہ کی معبودیت وعبادت، صفات ووجود نکل گیا (الحمد اللہ) کہ میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی معبودیت وعبادت، ربوبیت واستعانت وصفات ووجود

متمکن و مشہود ہو گیا۔ مجھے اپنی ذات کا عرفان کامل حاصل ہو کر حق سبحانہ، تعالیٰ کی ذات کا عرفان باعتبار تنزیہہ و تشبیہہ حاصل ہو کر حق سبحانہ تعالیٰ میرے بصر و بصیرت میں جلوہ گر ہو گئے۔ اب میں کیا ہوں اور کون ہوں؟ میں عبداللہ ہوں باعتبار خارج کے اور معلوم اللہ ہوں باعتبار داخل کے میرے ساتھ اللہ تعالیٰ ہیں، میرے قریب اللہ تعالیٰ ہیں، میرے اقرب اللہ تعالیٰ ہیں۔ میرے محیط اللہ تعالیٰ ہیں۔ میرے اول و آخر اللہ تعالیٰ ہیں، میرے ظاہر و باطن اللہ تعالیٰ ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ کا معلوم ہوں، مجھ میں اللہ تعالیٰ کا علم ہے، علم میں اللہ تعالیٰ کا جلوہ ہے۔ میں معلوم اللہ ہوں، نور اللہ ہوں، مجھ میں ذات اللہ ہے، میں فقیر ہوں، عبداللہ ہوں خلیفۃ اللہ ہوں، ولی اللہ ہوں، صدیق ہوں بمعقد صدق عند ملیک مقرب ہوں جس سے میرے بصر و بصیرت میں اللہ تعالیٰ کا شہود نقد دم ہے۔ الحمدللہ، دنیا میرے تابع، آخرت میرے تابع، اللہ میرا، اور میں اللہ کا۔ والسلام۔

سبق ۵

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اللہ تعالیٰ کے چار اعتبار ہیں : ۵

چار شرکاں چار سرکان ہے تجھے
ان کو سر کا یار حاصل ہو تجھے

(۱) وجود (۲) صفات (۳) افعال (ربوبیت) (۴) الوہیت (معبودیت) ۔ اللہ تعالیٰ ان چار اعتبارات کے لحاظ سے وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے ۔ لہذا ان چاروں اعتبارات کے لحاظ سے چار قسم کا شرک اور چار قسم کی توحید پیدا ہوگی جن کے احکام و آثار مختلف ہیں ۔

(۱) شرک فی المعبودیت وعبادت یا شرک فی الالوہیت ، یہ شرک جلی ہے ۔

(۲) شرک فی الافعال یا ربوبیت ۔ اس سے شرکِ جلی بھی ہوتا ہے اور خفی بھی ۔ شرک جلی اس حال میں ہوتا ہے جبکہ فعل مستقل یا اثرِ مستقل خلق کے لئے ثابت کرے ورنہ شرکِ خفی ۔ یعنی ربوبیتِ مطلقہ خلق کے لئے ثابت کرنا شرک جلی ہے اور ربوبیتِ مقیدہ مغائرِ خلق کے لئے ثابت کرنا شرکِ خفی ہے ۔

(۳) شرک فی الصفات ۔ یہ شرک اخفی ہے ۔

(۴) شرک فی الوجود ۔ یہ شرک خفی الاخفی ہے ۔

نتیجۂ شرک :-

(۱) شرکِ جلی مانع دخولِ جنّت و باعث دخول فی النار ہے ۔

(۲) شرکِ خفی ، مانع مقامِ شہادت و درجات ہے ۔

(۳) شرکِ اخفیٰ ، مانع قربِ نوافل یعنی مانع قربِ صفاتی ہے ۔

(۴) شرکِ خفی الاخفیٰ ، مانع قربِ فرائض یا مانع قربِ ذاتی ہے ۔

(نوٹ) شرکِ جلی کی نفی فرائض سے ہے ۔ ہر شخص اس کا مکلّف ہے باقی شرکوں کی نفی مستحب و اختیاری ہے ۔

اقسامِ توحید :

(۱) توحید فی الالوہیت ۔ یعنی توحید فی المعبودیت و عبادت ۔

(۲) توحید فی الافعال ۔ یعنی توحید فی الربوبیت و استعانت ۔

(۳) توحید فی الصفات ۔ یعنی توحید صفاتی ۔

(۴) توحید فی الوجود ۔ یعنی توحید وجودی یا ذاتی ۔

نتیجہ توحید :

(۱) توحید فی المعبودیت و عبادت (ربوبیتِ مطلقہ) کی تصدیق سے مقامِ صالحیت حاصل ہوتا ہے اگر عمل ساقط ہو تو مقام فسق قطعی ہے ۔

(۲) توحید فی الربوبیت و استعانت سے مقامِ شہادت حاصل ہو جاتا ہے ۔ جس کو ولایت بھی کہتے ہیں ۔

(۳) توحید فی الصفات سے مقام قربِ نوافل حاصل ہوتا ہے۔

(۴) توحید فی الوجود سے مقام قُربِ فرائض حاصل ہوتا ہے۔

نوٹ :۔ استیصالِ شرک و استحصالِ توحید کا ذریعہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے۔

چار شرک اور چار توحید کے حصول کے بعد عرفان ذات خلق حاصل ہو جاتا ہے۔ جس سے حق سبحانہٗ تعالیٰ باعتبار تنزیہہ و تشبیہ نقد دم ہو جاتے ہیں۔ یہی ولایت ہے یہی قرب ہے یہی قربت ہے یہی فقر ہے یہی خلافت ہے یہی امانت ہے یہی عبدیت ہے۔ اس عرفان کے بعد حق سبحانہٗ تعالیٰ تحقیق کے ساتھ لامثل اور لاشبہ ثابت ہوتا ہے۔ نفی مثلیت و نفی شبہ کے قائل علماء بھی ہیں لیکن مثلیت کی نفی وہ تحقیق سے کرتے ہیں اور مشابہت کی نفی تقلید سے۔

نوٹ :۔ شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت کی جامع ہے۔ طریقت بطنِ شریعت ہے، حقیقت بطنِ طریقت ہے، معرفت بطنِ حقیقت ہے۔ یہ باہم متضاد و متخالف نہیں ہیں بلکہ متوافق و متطابق ہیں۔

چار عوالم

(۱) ذات اللہ (۲) صفات اللہ (۳) افعال اللہ (۴) آثار اللہ۔

(۱) ذات اللہ کو لاہوت کہتے ہیں جس سے علم معرفت متعلق ہوتا ہے۔

(۲) صفات اللہ کو جبروت کہتے ہیں جس سے علم حقیقت متعلق ہوتا ہے۔
(۳) افعال اللہ کو ملکوت کہتے ہیں جس سے علم طریقت متعلق ہوتا ہے۔
(۴) آثار اللہ کو ناسوت کہتے ہیں جس سے علم شریعت متعلق ہوتا ہے۔
نوٹ: حق رسی کے لئے چار منزل اور پانچ راستے مقرر ہیں جن سے مقام قرب حاصل ہوتا ہے۔

(۱) منزلِ ناسوت راہِ شریعت ہے۔
(۲) منزلِ ملکوت راہِ طریقت ہے۔
(۳) منزلِ جبروت راہِ حقیقت ہے۔
(۴) منزلِ لاہوت راہِ معرفت ہے۔
(۵) سیر فی اللہ راہِ وحدت ہے۔

راہِ وحدت سے مقام قرب متحقق ہو جاتا ہے جس سے ولایت وامانت، عبدیت وخلافت کا تمغہ مل جاتا ہے۔

عبد اس مجموعہ کے ساتھ صدیق کہلاتا ہے۔ یہی ولی اللہ ہے۔ یہی خلیفۃ اللہ نائب رسول اللہ ہے۔

سبق ⑥

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ
لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ

اللہ معلوم اعتبارات

چار نفی چار اثبات کے بعد ذاتِ شئی رہ جاتی ہے۔ ذاتِ شئی کیا ہے؟

معلومِ حق ہے کہ حق اپنی مخلوق کو جانتا ہے۔ اس لئے شئی کی حقیقت و ماہیت معلومِ حق غیر ذاتِ حق ہے جس کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

(۱) معلوم میں عدم ہے۔ وجود نہ ہونے کا نام عدم ہے۔ وجود اللہ ہی کے لئے ہے۔ اللہ عدمیت سے منزہ ہے۔

(۲) معلوم میں صفاتِ عدمیہ ہیں۔ صفاتِ وجودیہ نہ ہونے کا نام صفاتِ عدمیہ ہے۔ اللہ صفاتِ عدمیہ سے منزہ ہے۔

(۳) معلوم میں قابلیات فعلیہ انفعالیہ ہیں۔ اللہ میں فعل ہے۔ اللہ قابلیات فعلیہ انفعالیہ سے منزہ ہے۔

(۴) معلوم، مالوہ، مربوب، محکوم، مملوک ہے۔ اللہ اس سے منزہ ہے۔

(۵) معلوم میں صورت ہے تعیّن ہے، حد ہے، مقدار وغیرہ ہے۔ اللہ اس سے منزہ ہے۔

پس ہم کو اپنی ذات کا عرفان جو معلوم حق ہے بحسبِ صراحت مذکور حاصل ہوا تو اللہ کا عرفان تنزیہًا ہو گیا۔ اب خارج میں ہماری ذات میں دونوں اعتبار ہیں۔ یعنی ہماری چیزیں بھی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی چیزیں بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی چیزیں ہمارے لئے مقید و ناقص ہیں اللہ کے لئے کامل و مطلق ہیں۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی چیزیں ہم سے کیسے متعلق ہوئیں اور نقص و تقید کی وجہ کیا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ قرب اقربیت احاطت، معیت، ظاہریت، باطنیت ہم سے ثابت ہے۔ کیوں؟ محض اس لئے کہ اللہ اپنے معلوم کی صورت سے جو ہماری ذات ہے بغیر کسی انقلاب کے صفتِ نور سے ظاہر ہوا۔ اس لئے اللہ کی چیزیں یعنی وجود صفات وغیرہ ہم سے بحسب اپنی قابلیت معلوم کے متعلق ہو گئے۔ پس نقص تقید ہماری ذاتی قابلیت کی وجہ سے پیدا ہوئے نہ کہ حق تعالیٰ کے اعتبارات میں نقص، تقید ہوا۔ باوجود اس ظہور کے منزہ کا منزہ ہے بمعلوم کی صورت سے ظاہر ہونے کا نام ہی تشبیہ ہے۔ یہ تشبیہ باوجود تشبیہ تنزیہہ ہے نہ تنزیہہ سے تشبیہ میں تقلب نہ تشبیہ سے تنزیہہ میں تقلب واقع ہوا۔ پس اپنے عرفان ذات سے حق تعالیٰ کا عرفان تشبیہًا و تنزیہًا حاصل ہوا۔ یہی معنی و تفصیل ہے مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ کی۔

سبق ⑦

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اصطلاحات و اصولِ تصوف

اللہ : اسم ذات، مستجمع جمیع کمالات، جامع جمیع محمودات، منزہ عن النقص والزوال ۔

ذات : جامع صفات متضادہ و اسماء متقابلہ ۔

نوٹ :۔ ذات مرجع اسماء و صفات کا نام ہے۔ اسماء و صفات دو قسم کے ہیں۔ کامل اور ناقص۔ کامل صفات کا مرجع اللہ کی ذات ہے اور ناقص صفات کا مرجع بندہ کی ذات ہے ۔

صفات و اسماء کاملہ یا وجودیہ امہات الصفات حسب ذیل ہیں:

(۱) حیات (۲) علم (۳) ارادہ (۴) قدرت (۵) سمع (۶) بصر (۷) کلام (حی، علیم، مرید، قدیر، سمیع، بصیر، کلیم)۔

صفات واسماء عدمیہ وناقصہ حسبِ ذیل ہیں :

(۱) میت پن (۲) جہل (۳) اضطرار (۴) عجز (۵) بہرہ پن (۶) گونگا پن (۷) اندھا پن ۔ (میت، جاھل، مضطر، عاجز، صم، بکم، عمی)۔

معلومات : اعیانِ ثابتہ، صورِ علمیہ، حقائقِ کونیہ، حروفِ عالیہ۔

قابلیات : اقتضاءت، صلاحیات، استعدادات، ذاتیات، لوازم ذاتیات۔

مراتبِ انفسیہ : نفس (جسم) دل، روح، سر، نور، ذات۔

مراتبِ آفاق : احدیت، وحدت، واحدیت، ارواح، امثال، اجسام۔

احدیت : مجرد ذات۔

وحدت : مرتبہ أنا وصفاتِ اجمالیہ۔

واحدیت : مرتبہ صفات تفصیلی ومعلومات۔

ارواح : عالم غیر مادی (روح مخلوق وحادث ہے)

امثال : ایک عالم ہے جو اس عالم سے مشابہ ہے۔

اجسام : مادیات (حد، تعین، مقدار، صورت)۔

وجود : ہستِ محض، لطیفِ محض، (ہے پن)۔

عدم حقیقی : نیست محض ، نہیں پن (ذات بلا صفت عدم محض ہے)۔
عدم اضافی : ثابت الذات ، مسلوب الوجود ، نئی سو نہیں ۔
نوٹ : نفس دل سے ، دل روح سے ، روح ذات سے قائم ہے ۔
روح پرتوِ احدیت کا ، دل پرتوِ وحدت کا ، نفس پرتوِ واحدیت کا ۔

(۱) وجود ایک ذات دو ۔ انیت ایک اقرار دو ۔ اقرار الٰہیہ عن الحق ۔ اقرار عبدیہ عن العبد ۔

(۲) وجود ایک نسبت دو ۔ صفت ایک نسبت دو ، فعل ایک نسبت دو ، مِلک ایک نسبت دو ، حکومت ایک نسبت دو ۔
نسبتِ الٰہیہ حقیقی و اصلی ہے ، نسبتِ عبدیہ مجازی و امانتی ہے ۔

نوٹ :۔ فعل کی حقیقت حرکت ہے ۔ حرکت کی دو نسبتیں ہیں : ایک اللہ کی طرف ، ایک بندہ کی طرف ۔ حرکت الٰہیہ خلق فعل ، حرکتِ عبدیہ کسبِ فعل ہے ۔

اسماءِ الٰہیہ : حقائق الٰہیہ ، شیونِ الٰہیہ ۔
حقائق الٰہیہ اصل ہے حقائق کے ساتھ ان کے مظاہر ہیں ۔

(۳) حق ظاہر بصورت مخلوقات ، مخلوقات موجود با وجودِ حقیقی حق ۔

(۴) وجود حق عین ذاتِ حق ، ذاتِ حق عین وجودِ حق ۔

(۵) ذات خلق مع ماہیت خود (معلوم) غیر ذاتِ حق، ذاتِ حق غیر ذاتِ خلق، وجودِ خلق زاید بر ذات خلق عین ذاتِ حق ہے۔

(۶) ایک اسم کو ایک اسم کے ساتھ غیریت ہے اور ہر اسم کو ذات کے ساتھ عینیت ہے۔ عینیت وجودی، غیریتِ ذاتی۔

(۷) ایک صفت کو دوسری صفت کے ساتھ غیریت ہے اور ہر صفت کو ذات کے ساتھ عینیت ہے۔ جس حال میں عینیت ہے اسی حال میں غیریت ہے۔ عینیت وجودی غیریت ذاتی۔

(۸) ذات کی صفت وحدت، صفات کی صفت کثرت۔

ذات قائم بخود، صفات قائم بذات
ذات میں انقلاب نہیں، صفات کبھی ظاہر کبھی مخفی
ذات مقدم ہے، صفات موخر ہیں۔
ذات ہی مصداقِ انا ہے، صفات میں انا نہیں۔
ذات موجود وجودی صفات موجود ذہنی ہیں۔
ذات کو اجمال نہ تفصیل، صفات کو اجمال و تفصیل ہے۔

صفت محتاج وجود کی، ذات مشتاق ظہور کی، ذات ظاہر صفت سے، تجلی کو تکرار نہیں، ذات کو انقلاب نہیں۔

سبق ⑧

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ

اُصولِ دینِ محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم)

(۱) اسلام (۲) ایمان (۳) احسان
(۱) نفس (۲) دل (۳) روح (۴) عشق (۵) نور
گفتن ، دانستن ، دیدن ، خواستن ، شناختن

ارکانِ اسلام :
کہہ کلمہ طیبہ ، کر نماز ، رکھ روزہ ، دے زکوٰۃ ، جا حج ۔

ارکانِ ایمان :
اقرار باللّسان ، تصدیق بالقلب ۔

دو نصف : نصف اول شکر ، نصف ثانی صبر ۔
دو نصف احسان کے : نصف اول مشاہدہ ، نصف ثانی مراقبہ ۔

چار شرک است کفر دو توحید چار
از طفیلِ مُرشدِ کامل برار

(۱) کفر حق بالطاغوت (۲) کفر باطل باللہ

شریعت اقوال، طریقت افعال، حقیقت، احوال، معرفت، وصال۔

ناسوت، ملکوت، جبروت، لاہوت۔

تن، نفس، دل، روح۔

تعطیل اور تشریک افراط اور تفریط ہے جو مذموم ہے۔ توحید امرِ اوسط ہے جو محمود ہے۔

★ (۱) منزلِ ناسوت راہِ شریعت:

- تشریک۔ اثبات معبودین۔ افراط۔
- توحید، اثبات الٰہِ واحد، اوسط۔
- تعطیل، نفی ذات و صفاتِ حق تفریط۔

★ (۲) منزل ملکوت راہِ طریقت:

- تشریک، توجہ بغیر حق — افراط۔
- توحید، توجہ بحق — اوسط۔
- تعطیل، عدم انفہام (تفریق) ذات و صفاتِ حق — تفریط۔

★ (۳) منزلِ جبروت راہِ حقیقت:

- تشریک، اثبات وجودین — افراط۔

- توحید، اثبات وجود واحد ـــــ اوسط۔
- تعطیل، عینیت حقیقی و غیریت اعتباری۔ تفریط۔

★ منزلِ لاہوت راہِ معرفت:

- تشریک، نفی اثبات یا شہود غیر حق ـ افراط۔
- توحید، اثبات کا اثبات یعنی شہود حق ـ اوسط۔
- تعطیل، تفرقہ بین الذات والوجود ـــ تفریط۔

(۵) براہِ وحدت ـ تشریک ـ ہُو ـ افراط

توحید ـ اَنا ـ اوسط۔

تعطیل ـ اَنتَ ـ تفریط۔

(۶) توحید کی توحید بے خبری ہے۔

نوٹ:ـ عینیت حقیقی بلا غیریت حقیقی الحاد ہے اور غیریت حقیقی بلا عینیت حقیقی اشتراک ہے۔ عینیت حقیقی مع غیرت حقیقی توحید ہے۔

سبق ⑨

(۱) قال دو قسم کا ہوتا ہے: کامل، ناقص۔

- قال کامل یا قال صحیح عین حال اور عین عمل ہوتا ہے۔
- قال ناقص غیر حال اور محتاجِ عمل ہوتا ہے۔

(۲) حمد کی چار قسمیں ہیں:ـ

۱۔ حمد جمع یا جمع ،

۲۔ حمد جمع یا فرق ،

۳۔ حمد فرق یا جمع ،

۴۔ حمد فرق یا فرق ۔

یہ سب اقسام حمد اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ثابت ہیں ۔

(۳) عرفان کنہ ذات ممنوع ہے ۔ عرفان وحدت ذات محقق ہے جس کا حاصل قیام بمقام قرب ہے ۔

(۴) مقام قرب میں عبد اپنے وجود سے فانی ہو کے حق تعالیٰ کے وجود سے باقی ہو جاتا ہے یہی ولایت ہے ۔

(۵) غایت سلوک کی تکمیل مقام عبدیت ہے نہ مقام الوہیت۔ البتہ الوہیت میں محویت و استغراق ہے بحالت عروج بحالت نزول عبد کا عبد ہے ۔ عبدیت مستلزم امانت ، امانت مستلزم خلافت خلافت مستلزم ولایت اور ولایت مستلزم قرب ہے ۔

(۶) رویت ذات من حیث الذات اس عالم میں ممنوع ہے لن ترانی۔

(۷) رویت ذات من حیث التشبیہ اس عالم میں ثابت و واقع ہے ، خواہ باعتبار تمثیل صوری ہو یا نوری ـــــ وصلی اللہ علی نور کز وشد نورہا پیدا ـــــ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۔

مسائلِ تصوّف

۱۔ مسئلہ ہمہ اوست	۲۔ مسئلہ اوست
۳۔ مسئلہ ہمہ ازوست	۴۔ مسئلہ وحدۃ الوجود
۵۔ مسئلہ وحدۃ الشہود	۶۔ مسئلہ جبر و قدر
۷۔ مسئلہ عینیت و غیریت	۸۔ مسئلہ تنزیہہ و تشبیہہ
۹۔ مسئلہ نفس	۱۰۔ مسئلہ دل
۱۱۔ مسئلہ روح	۱۲۔ مسئلہ جسم
۱۳۔ مسئلہ مکان و زمان	۱۴۔ مسئلہ تجزی و تقسیم
۱۵۔ مسئلہ حلول و اتحاد	۱۶۔ مسئلہ تجدد امثال
۱۷۔ مسئلہ شئی فی شئی	۱۸۔ مسئلہ اندراج شئی فی کل شئی

۱۹۔ مسئلہ مخلوق خالق و معیت خالق با مخلوق۔

۲۰۔ مسئلہ صحویت و محویت۔